اقتدار کی سنچری کا خواب

تحریر: سہیل احمد لون

ابوظہبی میں کھیلے جانے والے دوسرے ٹیسٹ میچ میں یونس خان کی سنچری بنانے کے بعد بین الاقوامی ٹیسٹ کرکٹ میں زیادہ سنچریاں بنانے والے ٹاپ ٹین بلے بازوں کی فہرست میں شامل ہو گئے ہیں اور یاسر شاہ نے ٹیسٹ کرکٹ میں تیز ترین وکٹوں کی سنچری کا ریکارڈ اپنے نام کیا۔سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گیند پھینکنے والا بالر بھی اپنے آپ میں پاور ہاؤس ہی سمجھتا ہے۔سنچری مکمل کرنے کا ایک الگ ہی سرور ہوتا ہے چاہے وہ کرکٹ میں ہو یا کسی اور شعبے میں ۔غریب عوام کے امیر حکمران اپنی فیکٹریوں کی سنچری مکمل کر چکے ہیں، مسلم لیگ نون کو اپنی جماعت میں لوٹوں کی سنچری بنانے کا سیاسی اعزاز حاصل ہے۔پرویزی دور میں میڈیا کو آزادی نصیب ہوئی اور نجی چینلز اور اخبارات کی بھر مار ہو گئی۔انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔یہ ایسا آلہ ہے جس کے مناسب استعمال سے انسانی سوچ کا انداز تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ہم اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ میڈیا نے ایک کامیاب آل راؤنڈر کی طرح نجی چینلز بنانے کی سنچری بنانے کے ساتھ ساتھ اخبارات کی سنچری بھی بنا ڈالی ہے۔جہاں چیلنز اور اخبارات کی تعداد سنچریوں میں چلی جائے وہاں معیاری صحافت ایک خواب ہی ہو سکتی ہے کیونکہ تمام ٹی۔وی چینلز اور اخبارات کو دکھانے اور چھاپنے کے لیے مواد چاہیے اور اتنی مقدار میں معیاری مواد ملنا ناممکن حد تک مشکل ہے۔ایک دوسرے سے برتری لے جانے کے لیے میڈیا ہاؤسز کسی حد تک بھی جانے سے گریز نہیں کرتے۔حالیہ دنوں ایک نجی چینل کی خاتون جو اپنے آپ کو صحافی اور اینکر پرسن سمجھتی ہیں NADRA کے دفتر میں عوامی مسائل دکھانے اور انکا حل کروانے اپنی ٹیم کے ساتھ کیمرے اور مائک کے ساتھ پہنچ گئیں۔جہاں دیگر سرکاری دفاتر کی طرح عوام کو ان کی اوقات کے مطابق ذلیل کیا جا رہا تھا۔سوال کے جواب میں ڈیوٹی پر موجود ایف۔سی کے اہل کار نے تھپڑ سے جواب دینا ہی مناسب سمجھا۔جیسے چائے والے کو کل تک کوئی جانتا نہیں تھا لیکن ایک تصویر سوشل میڈیا پر ہٹ ہونے سے وہ وار دن کے لیے ہی سٹار تو بن گیا۔اسی طرح غیر معروف خاتون صحافی اور نا معلوم چینل ایف سی اہلکار کے ایک تھپڑ سے چار دن کے لیے ہی ہٹ تو ہو گیا۔ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ یہاں وردی پہن کر لوگوں کی خدمت کرنے سے زیادہ غریب عوام پر رعب ڈالنے کا مکروہ رواج عمومی سی بات ہے۔وردی میں گلو کریسی میں ہم پہلے سے خود کفیل تھے جب سے میڈیا نے چینلز اور اخبارات کی سنچریاں بنائیں ہیں صحافی بھی اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھنا شروع ہو گئے ہیں۔حالانکہ وردی پہنے کوئی اہلکار ہو یا مائک تھامے کوئی صحافی دونوں پر قانون، اصول اور ضوابط لاگو ہوتے ہیں۔پولیس کی غنڈہ گردی سے عام انسان اتنا خوف کھاتا ہے کہ بیچارے کا کوئی مسئلہ ہو تو تھانے جا کر رپورٹ درج کروانے سے پہلے سو بار سوچتا ہے۔مہذب معاشروں میں صحافت کی ڈگری کرنے کے دوران Media laws and ethics کو بھی باقاعدہ لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔اس کے لیے مختلف کورٹ کچہریوں میں صحافت کے طالب علموں کو لیکر جاتے ہیں جہاں ان کو یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ کورٹ کیس کی رپورٹنگ کیسے کرنی ہے۔خاتون صحافی جس انداز سے ایف سی کے اہل کار کے ساتھ بات اور برتاؤ کر رہی تھی وہ کسی بھی صورت صحافت کے اصولوں اور ضوابط

کے مطابق نہیں تھا۔ A Journalist must not engage in intimidation, harassment or in persistent pursuit; persist in questioning, telephoning or photographing individuals once asked to stop, remain on someone's property after asked to leave, follow people etc.

ہمیں میڈیا مالکان مائک ہاتھ میں تھما دیتے ہیں اور ریٹنگ کے لیے ہمیں کسی زندہ کو جلتے ہوئے دکھانا پڑے، حادثے یا بم دھماکے میں زخمی ہو کر ہسپتال لے جاتے ہوئے سٹریچر روک کر فوٹیج بنانا پڑے، کسی کا معصوم بچہ حادثے میں ہلاک ہو جائے تو میت کے سرہانے بین کرتی ماں سے احمقانہ سوال کرنا پڑے، کسی کمسن کی عصمت لٹ جائے تو اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کی عزت کا جنازہ نکالنا پڑے، بچوں کے ساتھ بدفعلی ہو تو انہیں معصوموں کو کیمرے کے سامنے ان کی فیملی سمیت کھڑا کر کے الٹے سیدھے سوال پوچھنے پڑیں تو ہم کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ برطانیہ میں آزادی رائے کی مکمل آزادی ہے اور میڈیا بھی آزاد ہے اس کے باوجود قومی سلامتی کے امور کو ترجیح دی جاتی ہے گزشتہ دنوں انجم چوہدری کو اس لیے جیل بھیج دیا گیا کیونکہ اس نے ISIS کی حمایت میں سڑکوں پر تقریریں کیں اور ملک میں شریعہ لا نافذ کرنا کا مطالبہ کیا۔ اس کی تقریروں کے بعد برطانیہ سے مسلم نوجوانوں نے جہاد کے لیے شام جانا شروع کر دیا تھا۔ برطانوی صحافت کی تاریخ کا سب سے کامیاب تحقیقاتی صحافی مظہر محمود جو ڈھائی دہائیوں تک بڑے بڑے سکینڈل بے نقاب کرتا رہا جسے لوگ Fake Sheikh یا King of stings کے نام سے جانتے تھے۔ یہ وہی ہے جس نے پاکستانی کرکٹرز کو ولائتی جیل تک پہنچا دیا تھا آج خود بھی پندرہ ماہ کے لیے جیل چلا گیا ہے۔ قانون کے کٹہرے میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ اس نے پچیس برس کی صحافت میں کتنے سکینڈل بے نقاب کیے، قانون نے یہ دیکھا کہ کیا اس نے قانون کے خلاف ورزی کی، کہاں اس نے صحافتی اصولوں اور ضوابط کو نظر انداز کیا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم عہدے یا منصب کا ناجائز استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اپنی طاقت کے ناجائز استعمال پر تو امریکہ کے صدر رچرڈ نکسن کو بھی impeachment کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ رچرڈ نکسن، انجم چوہدری اور مظہر محمود جیسے لوگ تو وہاں قانون کی زد میں آتے ہیں جہاں قانون صرف غریبوں کے لیے نہیں بلکہ طاقت ور کے لیے بھی اتنا ہی طاقت ور ہے۔ جہاں ملک کا وزیر اعظم بمعہ فیملی پانامہ لیکس کے سکینڈل میں ملوث پائے جائیں اس کے باوجود قانون اور ادارے حرکت میں نہ آئیں تو انکی آف شور کمپنیوں کی سنچری بننے سے پہلے ان کو کوئی کلین بولڈ نہیں کر سکتا۔ سنچری تو سنچری ہوتی ہے چاہے رنز کی ہو یا آف شور کمپنیوں کی!!! عمران خان 'میاں صاحب سے تلاشی یا استعفیٰ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور عوام رسیدیں دکھانے کا۔ پیسہ کہاں سے آیا اور باہر کیسے گیا اس کی رسیدیں دکھانا تو ناممکن حد تک مشکل کام ہے میاں صاحب سے ان کی برطانیہ میں ہونے والی اوپن ہارٹ سرجری کا دستاویزاتی ثبوت مانگیں تو ان کے لیے یہ بھی پیش کرنا ناممکن ہو گا۔ نون لیگ کے حالیہ انٹرا پارٹی الیکشن کے نتائج دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ میاں صاحب کا خاندان اقتدار میں رہنے کی سنچری بنانے کی پلاننگ کر چکا ہے۔ اب کیا موسمی حالات 'وکٹ' 'ایمپائر' کوئی اچھی بولنگ اور رفتار رفتا خراب ہوتی ہوئی وکٹ جہاں بال ٹرن ہونا شروع ہو چکا ہے اور میاں محمد نواز شریف کے بلے باز محتاط بلے بازی شروع کر چکے ہیں کیا ایک طویل اننگز کھیل پائیں گے؟ کیا مسلم لیگ

نون کا اقتدار آئندہ انتخابات میں اپنے قومی اسمبلی کے ممبران کی سینچری پوری کر پائے گا؟ سب کچھ ہنگامہ آرائی کی نذر ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اگر یہ سب چلتا رہا تو فکر نہ کریں پاکستانی عوامی کی ذلت آمیز زندگی کی سینچری بننے میں بھی تیس سال باقی رہ گئے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

21-10-2016